الغزالی فورم کا ترجمان

افکارِ قاسمی

شمارہ یکم جولائی تا ستمبر 2024ء



شائع کردہ

الغزالی فورم

www.algazali.org qasmimag@gmail.com







افکار قاسمی اراکین






فہرست مضامین

اداریہ



مدیر کے قلم سے

ہمارا اسلامی سال ''محرم الحرام'' سے شروع ہوتا ہے اور ذی الحجہ میں اختتام پزیر ہوتا ہے۔ سال ۱۴۴۵ھ شروع ہوا اور پلک جھپکتے ہی چند یوم کے بعد ہم سے یہ اسلامی سال ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہونے والا ہے۔ سال ایسے گزر رہے ہیں جیسے برف پگھل رہی ہو، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کل کے دن ہی یہ سال شروع ہوا تھا۔ درحقیقت یہی انسان کی زندگی ہے کہ پل میں شاہ اور پل میں خاک، ایک دن آئے تھے ایک دن رخصت ہو جائیں گے، اور ایسا محسوس ہو گا جیسے کل ہی بات ہو۔

اسی لیے یہ نہیں سوچنا چاہئیے کہ سال گزر گیا بلکہ یہ سوچنا چاہئیے ہماری زندگی کا ایک حصہ گزر گیا۔ اور جو حصہ گزر گیا وہ پل، وہ لمحہ پھر واپس نہیں آئے گا بلکہ یہ گزرتے سال، یہ گزرتے لمحات، یہ گزرتے پل ہمیں پل پل قبر کے قریب کر رہے ہیں۔ یہ دنیا فانی ہے اس دنیا سے ایک دن سب نے فنا ہو جانا ہے، ہم نے رخصت ہو جانا ہے، ہماری جائیداد، ہمارا مال و دولت آج ہمارا ہے جیسے ہماری روح قبض ہو گی یہ سب کسی اور کا ہو جائے گا، یعنی لمحہ میں سب بدل گیا تم قبر کے مکین ہوئے اور تمہاری کرسی پر کوئی اور مکین ہو جائے گا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ سب آئینگے اپنی اپنی ذمہ داری ادا کرینگے اور رخصت ہو جائیں گے۔

یہ سال بھی جاتے جاتے اسی پیغام کو دہرا رہا ہے کہ اے نادان انسان! تو ایسے بیٹھا ہے جیسے تو نے ہمیشہ یہاں رہنا ہو، معاملات ایسے کر رہا ہے جیسے کبھی تو نے رخصت نہیں ہونا، اپنے آپ کو ایسے محسوس کر رہا ہے جیسے مٹی کا ڈھیر نہیں بننا، یہ سال کہہ رہا ہے کہ مجھے دیکھ ایک

دن دھوم دھام سے تو نے میرا استقبال کیا تھا، تو نے زندگی کا ایک حصہ میرے ساتھ گزارا، دیکھ میرا وقت بھی آن پہنچا ہے اور میں ہمیشہ کے لیے تجھ سے جدا ہو رہا ہوں۔

یاد رکھ! اسی طرح تو آیا تھا تیرے آنے پر خوشیاں منائی گئیں، خوشیوں کے شادیانے بجائے گئے، دعوتوں کا اہتمام کیا گیا، جو رشتہ تیرے ساتھ منسلک تھا اس نے خوشی منائی، تو یہاں وقت گزارے گا، لمحات گزارے گا، پل گزارے گا، ہر دنیاوی نعمت تیرے پاس ہو نگی، بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے میں قدم رکھے گا اور ایک دن سب یہیں رہ جائے گا اور تو رخصت ہو جائے گا۔

تو خواہش کرے گا کہ نہیں ابھی رہنے دو، ابھی رہنا چاہتا ہوں، تو سب کو بلانا چاہئے گا لیکن اس وقت کوئی نہیں سنے گا، جتنا بھی کوئی قریبی رشتہ دار ہو، قریبی عزیز ہو، جیسے تیری روح نکلے گی وہی قریبی، وہی عزیز کہے گا کہ جاؤ اس کو قبر میں ڈال کر آؤ۔ سال کہتا ہے دیکھ زندگی کا ایک حصہ گزرا، تیرے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز دیکھے، میرا تو نے استقبال کیا اور اب تو ہی ہے کہ نیا سال کے انتظار میں ہے۔ اسی طرح جب روح نکلے گی جن کے ساتھ بیشک صدیوں گزرے ہوں وہ تمہیں قبر میں اتارنے کے منتظر ہونگے۔ عہدہ، مال و دولت، بادشاہی، نوکر چاکر کچھ بھی تجھ کو نہیں بچا پائے گا اور تجھے یہاں سے رخصت ہونا ہو گا۔

جو اصل زندگی ہے اس کا سوچ اس کا کیوں سوچتا ہے جو اصل ہے ہی نہیں، یہ تو وقتی ہے اس کے لیے اتنے جتن کرتا ہے، اگر یہی جتن اصل زندگی کے لیے کرے تو یہاں سے وہاں کا آرام ہزار کیا لاکھوں درجہ بہتر ہے۔ اس لیے عقلمندی اسی میں ہے کہ حقیقی زندگی کا سوچنا چاہیئے، ان راستوں پر چلنا چاہئیے جن کا حکم ہے، وہ کرنا چاہئیے جو کرنے کا کہا گیا ہے۔ اکڑ، غرور، تکبر، عہدہ کی لالچ میں آکر وہ مت کر گزرنا جس سے میرا رب ناراض ہو۔

یہ سال تو گواہ بن کے جا رہا ہے کہ ہم کیا کرتے رہے، ہمارے سامنے کیسے مظلوم بلبلاتے رہے، ہمیں کیسے مظلوم فلسطینی پکارتے رہے۔؟ یہ سال اپنے اندر ہمارے حالات لیکر جا رہا ہے کہ ہم اپنے مال و دولت، عزت و شہرت، بادشاہی کے غرور میں ہم نے یہ سال گزارا، کیسے ہم نے رب کی نافرمانی کی، کیسے اس کے حکموں کو پامال کیا، کیسے ہم نے رب رحمان کی کے بجائے شیطان کی پیروی کی، کیسے ہم اپنے نفس کے غلام بنے، کیسے اپنی انا میں ہم نے دوسروں کے گھر اجاڑے

یاد رکھو! اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے، وہی پال پوس رہا ہے، وہی رزق دے رہا ہے، وہی عزت اور شہرتیں عطا کر رہا ہے، وہی مال و دولت کے عیش و آرام سے نواز رہا ہے اور ایک دن اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور وہاں جواب دینا ہو گا۔

غنیمت جانو کہ رب کائینات نے جو مہلت عطا کی ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھالو، رب کو منالو، رب کے سامنے گڑگڑالو، اس سے معافی مانگ لو ،میرا رب کرم کردے گا۔ ورنہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اللہ پاک سال گزشتہ میں کی گئی تمام نیکیاں قبول فرمائے، جو گناہ جانے کا انجانے میں سرزد ہوئے معاف فرمائے، اور آئندہ سال کو نیکیوں میں اضافہ اور گناہوں میں کمی اور اپنی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کا سال بنائے۔ آمین ثم آمین

یکم محرم الحرام

1446ھ

انتظامیہ الغزالی و انتظامیہ افکار قاسمی کی جانب سے

تمام اہل اسلام کو نیا اسلامی سال بہت بہت مبارک ہو۔

www.algazali.org qasmimag@gmail.com





درس قرآن

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سورۃ البقرۃ

سورۃ البقرۃ ترتیب نزولی: ۸۷ ترتیب قرآنی: ۲ آیات: ۲۸۶ رکوعات: ۴۰ ہیں۔



ربط اوّل:

فاتحہ میں تین گروہوں کا اجمالاً بیان تھا، اب بقرہ میں ان کی تفصیل ہے۔

(۱) **منعم علیھم** کا بیان شروع سے **مفلحون** تک۔

(۲) **مغضوب علیھم** کا بیان ان الذین کفروا سے **عذابٌ عظیم** تک۔

(۳) **ضآلّین** کا بیان **ومن الناس** سے لے کر **علی کلّ شیءٍ قدیرٌ** تک پورا دوسرا رکوع ہے۔



ربط دوم:

فاتحہ میں توحید کا اقرار تھا ایاك نعبد وایاك نستعین میں، اب سورۃ بقرہ میں اس دعویٰ کو تین جگہ مبرہن کیا گیا۔

اول یاایھا الناس اعبدوا (آیۃ ۲۱)

ثانی والھکم الہٌ واحدٌ (آیۃ ۱۶۳)

ثالث اللہ لا الہ الّا ھو الحی القیوم۔(۲۵۵)

ربط سوم:

فاتحہ میں صراطِ مستقیم کی درخواست تھی، بقرہ میں اس کی منظوری ہے کہ یہ ساری کتاب سرچشمۂ ہدایت ہے، اسے پڑھو اور عمل کرو۔

خلاصہ

توحید چار بار، رسالت، جہاد چھ بار، ترغیب جہاد سات بار، امورِ انتظامیہ ۱۵، انفاق فی سبیل اللہ ۸ بار، امورِ مصلحہ ۳ بار، دو شبہات مع جوابات، پانچ ذو جہتین مسائل، پانچ شکوے، تمہید جس میں ترغیب الی القرآن، متقین کی پانچ صفات اور دو انعام، کفار کا ذکر اور مہر جبّاریّت، تذکرات ثلاثہ، معاملات، منافقین کے قبائح اور امثال مذکور ہیں۔

آیت ۳۰ تا ۳۹ نوریوں، ناریوں اور خاکیوں کی الوہیت کی نفی ہے، ۴۰ تا ۴۶ بنی اسرائیل کو آٹھ اوامر چار نواہی، آیت ۴۷ تا ۹۰ بنی اسرائیل کی پانچ انواع کا بیان ہے، آیت ۴۷ تا ۶۱ میں نوعِ اوّل پر آٹھ انعام اور دو عذاب کا بیان ہے، ۶۲ تا ۸۱ میں نوعِ ثانی کی تین خباثتوں اور پانچ گروہوں کا بیان ہے، ۸۲ تا ۸۶ میں نوعِ ثالث کی دو خباثتوں کا بیان ہے، ۸۸،۸۷ میں نوعِ رابع کی سنگ دلی کی دو مثالیں اور مہر جبّاریّت کا ذکر ہے، ۸۹ اور ۹۰ میں نوعِ خامس کی تکذیبِ رُسل اور ان کے بغض و عناد کا ذکر ہے۔ ۹۱ سے ۹۳ تک یہود کے قولِ باطل کی پانچ طرح تردید ہے، ۹۳ تا ۱۰۰ میں دعوتِ مباہلہ اور یہود کے تین شبہات مع جوابات کا بیان ہے، ۱۰۴ میں آدابِ رسول اور کلماتِ موہّمہ شرک سے اجتناب، آخر میں دو قاعدے، مختصر خلاصہ اور روحِ سورت کا بیان ہے۔



درس حدیث

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ



آپ ﷺ کا دین کی خاطر ناراض ہونا

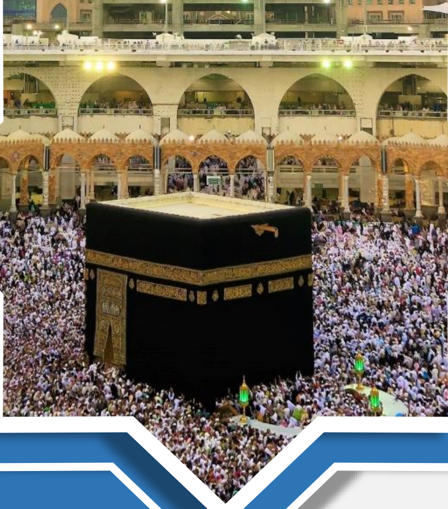
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔ (ابوداؤد ج۲ص۲۸۴۔ احمد،مشکوٰۃ)

آپ علیہ السلام نے فرمایااللہ تعالٰی کے ہاں سب سے محبوب عمل اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنااور اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھنا ہے۔

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی مِلَاكِ الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِہٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ اَھْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَحِبَّ فِی اللّٰہِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰہِ یَا اَبَا رَزِیْنُ ھَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ کُلُّھُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْكَ فَصِلْہُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَكَ فِیْ ذَالِكَ فَافْعَلْ۔ (البیہقی۔ مشکوۃ۔ ص۴۲۷)

آپ علیہ السلام نے ابورزین سے فرمایامیں تجھے ایسے امر کی کسوٹی اور بنیاد نہ بتادوں جس کے ساتھ تو دنیااورآخرت میں خیر کو پالے ؟...ذکر کرنے والوں کی مجلس کولازم پکڑ،جب تو علیحدگی میں ہو تواپنی طاقت کے مطابق اپنی زبان کو ذکراللہ کے ساتھ حرکت میں رکھ۔اللہ تعالی کے لئے محبت کراور اللہ تعالی کے لئے بغض رکھ۔ابورزین کیا تجھے معلوم ہے کہ جب آدمی اپنے گھر سے اپنے بھائی کی زیارت کو نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نکلتے ہیں اوروہ سب اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے رب اس شخص نے تیرے لئے جوڑ پیدا کیا ہے۔تو بھی اسے اپنے ساتھ جوڑ لے (اے ابورزین) اگر تو اپنے جسم کو ان اعمال میں لگا سکے تو لگا لے۔(البیہقی،مشکوٰۃ ۴۲۷)





میرے دل کی آبیاری ہوگئی



ایم راقم نقشبندی

میرے دل کی آبیاری ہو گئی ۔۔۔ رب سے میری جب سے یاری ہو گئی

دل نے جب بھی اللہ اللہ ہے کیا ۔۔۔ اُس گھڑی پھر اشکباری ہو گئی

آ سناؤں حالِ دل اپنا تجھے ۔۔۔ یار کی اب آشکاری ہو گئی

وقف آقاءِ دو عالم ﷺ پر مری ۔۔۔ زندگی ساری کی ساری ہو گئی

خود سے رہتا ہوں میں اکثر ہم کلام ۔۔۔ یار یہ کیسی بیماری ہو گئی

دیدِ جاناں کے لیے راقم میاں ۔۔۔ دیکھ حالت کیا ہماری ہو گئی





نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



ایم راقم نقشبندی

ہر روز نئی مدحتِ سرکار لکھوں گا۔سرکار لکھوں گا۔
توصیف رسالت پہ میں اشعار لکھوں گا۔ سرکار لکھوں گا۔

دیدارِ خداوند کا رتبہ بھی ملا ہے۔محبوب خدا ہے۔
دیدارِ خدا کا انھیں حقدار لکھوں گا۔سرکار لکھوں گا۔

پڑ جائے گی پھیکی وہاں کستوری و عنبر ۔سردار پیمبر۔
آقا کے پسینے کی میں مہکار لکھوں گا۔سرکار لکھوں گا۔

جب ذکر وفا صبر و رضا حلم کا آئے۔ہر یار بتائے۔
میں سرورِ عالم کا پریوار لکھوں گا۔سرکار لکھوں گا۔

تھے ان کی مجالس میں سبھی ایک برابر۔کیا خوب مقدر۔
اس عدل پہ سرکار کا دربار لکھوں گا۔سرکار لکھوں۔



اصحابِ محمد تو ستاروں کی مثّل ہیں۔یاروں کی مثل ہیں۔
میں سارے صحابہ کو وفادار لکھوں گا۔سرکار لکھوں گا۔

راقم تو بنا پھرتا ہے مجنون دیوانہ۔عالم ہے سہانہ۔
سرکار کی نعتوں کا ،میں ہر بار لکھوں گا۔سرکار لکھوں گا۔

جنت کی ابدی نعمتیں کس کے لئے ہیں؟

حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ کے درِ رحمت میں حاضر ہوئے توانہوں نے دیکھا کہ سلطانِ کونین ﷺ ایک بوریئے پر آرام فرمارہے ہیں سرِ اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں ناریل کے ریشے بھرے ہوئے ہیں اور جسم مبارک پر بوریئے کے نشانات نقش ہوگئے ہیں یہ حال دیکھ کر سیدنا فاروق اعظمؓ روپڑے سرورِ کائنات ﷺ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ قیصر و کسریٰ تو عیش وآرام میں ہوں اور آپ اللہ کے رسول ہو کر اس حالت میں نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمرؓ کیا تمہیں پسند نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔(بخاری، کتاب التفسیر، باب تبتغی مرضاۃ ازواجک۔۔۔الخ،۳۵۹/۳،الحدیث:۴۹۱۳)



حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ



محمد داؤدالرحمن علی

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ ۱۲۸۸ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۷۱ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد اسماعیل کاندھلویؒ ایک جید عالم دین اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور تقریباً سات سال کی عمر میں قرآن مجید کو اپنے سینے میں محفوظ کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ درہ حدیث شریف کے لیے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت سہارنپوریؒ نے قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ سے درخواست کی کہ ''میری خاطر مولوی یحییٰ کاندھلویؒ کو حدیث پڑھا دیجئے۔''

حضرت سہارنپوریؒ کی درخواست پر حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کو حضرت گنگوہیؒ نے حدیث پڑھائی۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ، حضرت گنگوہیؒ کے درس کو دوران سبق تحریر میں لایا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی شرح ''کواکب الدری'' اور بخاری شریف کی شرح جو شائع ہو چکی ہیں آپ ہی کی ضبط کردہ ہیں۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ تقریباً ۱۲ سال حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں رہے اور آپ اپنے استاد حضرت گنگوہیؒ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کو اپنے بڑھاپے کی لاٹھی اور نابینا کی آنکھیں فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ اپنے استاد حضرت گنگوہیؒ کی وفات کے بعد تین سال تک وہیں دینی و علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے حکم پر ''جامعہ مظاہر العلوم'' سہارنپور تشریف لائے



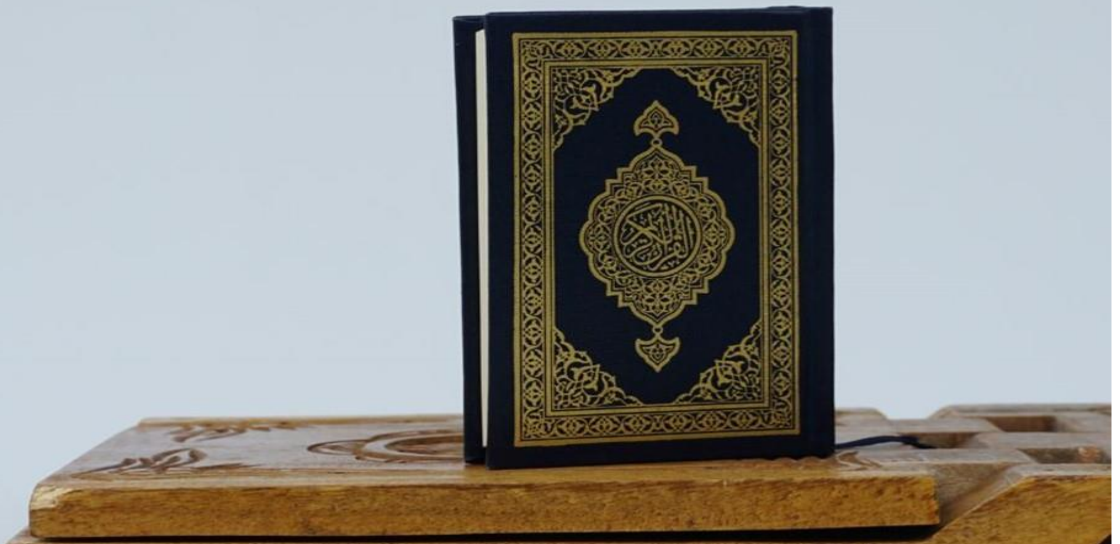
اور جامعہ مظاہر العلوم میں ہی تدریس پر مامور ہوئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کو اپنی خلافت سے نوازا اور وہی عمامہ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے سر پر رکھا جو عمامہ حضرت سہارنپوریؒ کو حضرت گنگوہیؒ نے اپنے دست مبارک سے عطا کیا تھا۔ اس موقع پر حضرت سہارنپوریؒ نے حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”آپ ہی اس عمامہ کے مستحق ہو۔“

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ آپ ہی کے فرزندارجمند ہیں۔

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ کو علم کا یہ ستارہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین





اچھا اور برا دوست



مولانا ضیاء الرحمن صاحب

جلیل القدر صحابی سیدنا ابو موسیٰ الأشعري رضي الله تعالى عنه سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ"

"نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔"

"فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً"

"جس کے پاس مشک ہے (اور اگر تم اس کی محبت میں ہو تو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے۔"

"وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً."

"اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔" [متفق علیہ- صحیح البخاري، كتاب الذبائح والصيد: (٥٥٣٤/٤٤٢)، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب: (٦٦٩٢/٢٦٢٨)



مٹی بھی اگر چار دن گلاب کے نیچے رہے تو اس سے بھی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔اسی طرح اچھے اور برے ساتھی کا آدمی کی طبیعت اور تربیت پر گہرا اثر ہوتا ہے، نیک لوگوں سے دوستی اور تعلق رکھنے والا چاہے کتنا بے عمل کیوں نہ ہو اس کے لیے بالآخر نیکی کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ بذات خود با عمل اور نیک سیرت انسان بن جاتا ہے اور اگر وہ پہلے سے نیک ہو تو صالحین کی دوستی سے نیکی میں مزید پختگی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے۔اللہ نہ کرے اگر چاروں طرف بے عمل یا بد عمل دوستوں کا گھیرا ہو تو آدمی ساری زندگی برائی کی دلدل میں دھنسا رہتا ہے۔اور باہر نکلنے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ بالآخر ایسا شخص ساری زندگی ہدایت سے محروم رہتا ہے اور عذاب الٰہی کی پکڑ میں آ جاتا ہے۔

آج ہی غور فرمائیں۔ ! ! آپ کا دوست نمازی ہے یا بے نماز؟ حلال کھاتا ہے یا حرام؟ شیطان کا دوست ہے یا رحمان کا فرمانبر دار؟ دنیا کا حریص ہے یا آخرت کا فکر مند؟ اگر آپ کا دوست نمازی، حلال خور، رحمٰن کا فرمانبر دار اور اپنی آخرت کا فکر مند ہے تو یقیناً ایسا دوست ہی پکا اور سچا دوست ہے جو جنت میں بھی ساتھ ہی رہے گا۔ بصورت دیگر بد عمل دوست حقیقت میں بدترین دشمن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ بدترین دشمن تو موقع ملنے پر کبھی کبھار نقصان کرتا ہے جبکہ پہلو میں رہنے والا بد عمل دوست ہمیشہ دینی اور اخروی زندگی کا نقصان کرتا ہے۔(الصحیحۃ : (۱/۸۹)، مکتبہ قدوسیہ)

بُری صحبت کے نقصانات!

حضرت سعید بن ابی ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بُرے ساتھی کی صحبت میں مت رہو! اس لیے کہ وہ دوزخ کا ٹکڑا ہے، برے ساتھی کی محبت قائم نہیں رہتی اور وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا۔

(روضة العقلاء ونزهة الفضلاء، للإمام أبي حاتم)



حضرت سنان بن سلمہؓ



مولانا افتخار آفریدی

پشاور کے ایک نواحی علاقے چغرمٹی کے مقام پر حضرت سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک مرجع خاص وعام ہے۔ جسے لوگ اصحاب بابا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ جو دیگر کئی اصحاب رسول پاک اور مجاہدین اسلام کے ساتھ چغرمٹی کے اس مقام پر مدفون ہے۔ یہ پشاور کے اس مقام چغرمٹی پر ہندوراجاؤں کے ساتھ جنگ کے دوران اسلام کا جھنڈا لہرا کے 66 ھجری میں اس مقام پر شہید ہوئے۔ اور آج جس مقام پر انکا یہ طویل مقبرہ بنا ہوا ہے یہ در حقیقت کئی صحابہ کرام اور مجاہدین اسلام کا مشترکہ مقبرہ ہے۔ اس لحاظ سے اس مقبرہ اور مزار کو بڑی شان وشوکت حاصل ہے۔ جس کے نیچے اتنی مبارک شان و عظمت والی شخصیات مدفون ہیں۔ جو اسلامی شوکت و رفعت و عظمت کی خاطر اپنے علاقوں و خاندانوں کو الوداع کہ کر یہاں تشریف لائے اور خالصتہ اللہ کی رضا کے حصول اور حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے مکمل و جامع دین کی تبلیغ اور سربلندی کی خاطر کفار سے لڑے اور اپنے معصوم و بلند و پاکیزہ مقصد کے حصول کے ساتھ ساتھ یہاں پر جام شہادت نوش فرما کے آسودہ خاک ہوئے۔ یہاں کے لوگوں کی اس مزار سے بڑی عقیدت ہے۔ حضرت سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہونے کے ساتھ ساتھ عالم وفاضل اور تجربہ کار اسلامی لشکر کے جرنیل وسپاہ سالار بھی تھے۔



جب خراسان کا علاقہ فتح ہو گیا۔ تو یہاں پر حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کو حاکم خراسان مقرر کیا گیا۔ یہ دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جنھوں نے اسلامی لشکر کو مختلف سمتوں میں روانہ کیا تھا۔ تمام اطراف کے اسلامی لشکروں کے سپاہ سالاروں نے توحید کے پیغام کو چپہ چپہ تک پہنچانے کی خاطر زندگی اور موت کے مخمصے سے آزاد ہو کر ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست کے نظریے کے ماتحت اپنی جائے مولود سے کوسوں دور جا کر توحید کے جھنڈے گھاڑے، انھیں سپاہ سالاروں میں اسلام کے ایک مجاہد جرنیل حضرت عبداللہ ابن سوار تھے جو قلات کے مقام پر اپنے دیگر مجاہدوں اور غازیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد 66 ہجری میں حاکم خراسان حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن سوار کے مشن کی تکمیل کی خاطر حضرت سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ کو اسلامی لشکر کا سپاسالار بنا کر ہندوستان کے علاقوں کو فتح کرنے کی خاطر روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مکران کے علاقے میں بغاوت کو کچلا اور اسلامی جھنڈا الہرا کر پیشقدمی کی اور کچھ عرصہ کے بعد قلات اور کوئٹہ کے علاقوں کو فتح کیا۔ یہاں پر انہوں نے مضبوط اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور پھر اسکے بعد ڈیرہ اسماعیل خان اور بنوں کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے کوہاٹ پہنچے اور کوہاٹ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور پھر اسکے بعد پشاور کی وادی میں داخل ہوئے پشاور کو فتح کرنے کے بعد حضرت سنان بن سلمہ کا اسلامی لشکر داؤدزئی میں وارد ہوا یہاں پر چغرمٹی کے مقام پر کفار سے خون ریزی جنگ لڑی اور اسلام کا جھنڈا الہراتے ہوئے حضرت سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ اور انکے دیگر مجاہدین دوست بڑی تعداد میں شہید ہوئے ان تمام شہداء کو یہاں پر دفن کیا گیا اس مزار کو لوگ مزار اصحاب بابا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور بڑی تعداد میں عقیدت مند مزار پر حاضری دیتے ہیں۔

وادی پشاور اس وجہ سے بھی بڑا خوش قسمت شہر ہے کہ یہاں پر حضرت محمد ﷺ کے معجزہ کے ایک فرد (حضرت سنان بن سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ) محو خواب ہیں شاید اس وجہ سے اللہ تعالی یہاں کے لوگوں کی مغفرت فرمائے۔ جیسا کہ ترمزی میں روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں سے جو شخص جس زمین میں مرے گا وہاں اپنی قبر سے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ زمین کے لوگوں کو جنت کی طرف کھینچ کر لیجانیوالا ہو گا اور ان کے لئے نور یعنی جنت کا راستہ دکھانے والا ہو گا۔

اللہ تعالی ہمیں صحابہ کرام کی سچی محبت نصیب فرمائے اور انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مہک کی قیمت

درہم کی آواز

محمد عبداللہ چترالی

قاضی کے پاس دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر آئے۔

ان میں سے ایک کا کہنا تھا: جناب! میں روٹی کا ٹکڑا اٹھائے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ چلتے ہوئے رستے میں اس شخص کی دکان کے پاس سے گزرا۔ یہ اپنی دکان میں دہکتے کوئلوں پر کباب بھون رہا تھا۔ بھنے ہوئے گوشت کی مہک نے میرے قدموں کو جکڑ لیا، تو میں نے وہیں کھڑے کھڑے روٹی کے لقمے بنائے اور اسی مہک کے تصور میں مزے لے کر روٹی کھانے لگا۔ میں نے جب وہاں سے جانا چاہا تو دکان کے مالک نے مجھے پکڑ لیا اور کبابوں کی مہک کی قیمت مانگی۔

کیا یہ مناسب ہے جناب۔۔۔؟

قاضی نے دکان کے مالک سے اس بات کی تصدیق کے بعد کہا: بالکل تم اس خوشبو کی قیمت لینے کے حقدار ہو اور اجر کی مقدار ہمیشہ کام کے برابر ہو تو انصاف ہوتا ہے، لہٰذا تم طے کرو کہ اس مہک کے لیے کتنا چاہتے ہو۔۔۔؟

اس نے جواب دیا:

پانچ درہم جناب۔

قاضی روٹی کھانے والے شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

پانچ درہم نکال کر زمین پر پھینک دو۔ اس آدمی نے ایسا کیا اور اپنے درہم یکے بعد دیگرے پھینکے حتیٰ کہ زمین پر درہم گرنے کی آواز سب نے اچھی طرح سن لی۔۔۔ قاضی نے دکان کے مالک سے کہا، کیا تم نے پانچ سکوں کی آواز سنی ہے۔۔۔؟

اس نے جواب دیا:

ہاں جناب، میں نے درہم زمین پر گرنے کی آواز کو سنا ہے۔۔۔

قاضی نے کہا:

سکوں کی وہ آواز اس مہک کی قیمت ہے۔ اس نے ناک سے کھایا، اور اب تم نے اپنے کانوں سے اپنی قیمت وصول کر لی ہے۔

عربی ادب سے ماخوذ

5 کاموں میں جلدی!

امام حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے مگر 5 چیزوں میں جلدی کرنی چاہیے:

1. مہمان آجانے کے بعد کھانا کھلانے میں
2. موت کے بعد میت کی تجہیز و تکفین میں
3. لڑکی کے بالغ ہوجانے کے بعد اس کی شادی کرانے میں
4. قرضے کی ادائیگی میں جب ادائیگی کا وقت آپہنچے
5. گناہ ہوجانے کے بعد توبہ کرنے میں۔"

حلية الاولياء لابي نعيم الاصبهاني: حاتم الاصم)



کسی غیر مسلم کو دھوکہ دینا جائز نہیں۔

محمد حفص فاروقی

کوفہ کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر بھیجا تھا۔اس کے امیر کو یہ خط لکھا:

''مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے کچھ ساتھی کبھی موٹے تازے کافر کا پیچھا کر رہے ہوتے ہیں۔وہ کافر دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور خود کو محفوظ کر لیتا ہے تو پھر اس سے تمہارا ساتھی (فارسی میں) کہتا ہے ''مطرس'' یعنی مت ڈرو (یہ کہہ کر اسے امان دے دیتا ہے وہ کافر خود کو اس مسلمان کے حوالے کر دیتا ہے) پھر یہ مسلمان اس کافر کو پکڑ کر قتل کر دیتا ہے (یہ قتل دھوکہ دے کر کیا ہے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آئندہ اگر مجھے کسی کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔''(مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الوفاء بالأمان: ۴۶۶)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کسی نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کسی مشرک کو امان

دے دی اور وہ مشرک اس وجہ سے اس مسلمان کے پاس آگیا اور پھر مسلمان نے اسے قتل کر دیا تو (یوں دھوکہ سے قتل کرنے پر) میں اس مسلمان کو ضرور قتل کروں گا۔ (کنز العمال، الثانی، الجہاد الامان ۴/۲۰۹ رقم ۱۱۴۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے ''تستر'' (شہر) کا محاصرہ کیا (آخر محاصرہ اور جنگ سے تنگ آکر تستر کے حاکم) ہرمزان نے اپنے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ پر اترنا قبول کیا۔ میں اس کو لے کر حضرت عمر رضی تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے اس سے فرمایا: ''کہو کیا کہتے ہو؟''

اس نے کہا: ''زندہ رہنے والے کی طرح بات کروں'' یا ''مر جانے والے کی طرح؟''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''لَا بَأسَ'' یعنی تم اپنے بارے میں مت ڈرو۔ ہرمزان نے کہا اے قوم عرب! جب تک اللہ تعالیٰ خود تمہارے ساتھ نہ تھے بلکہ اللہ نے معاملہ ہمارے اور تمہارے درمیان چھوڑ رکھا تھا اس وقت تک تو ہم تمہیں اپنا غلام بناتے تھے، تمہیں قتل کرتے تھے اور تم سے سارا مال چھین لیا کرتے تھے لیکن جب سے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں اس وقت سے ہم میں تم سے مقابلہ کی طاقت باقی نہیں رہی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (مجھ سے) پوچھا: ''(اے انس!) تم کیا کہتے ہو؟''

میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! میں اپنے پیچھے بڑی تعداد میں دشمن اور ان کا بڑا دبدبہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ اگر آپ اسے قتل کر دیں گے تو پھر اس کی قوم اپنی زندگی سے ناامید ہو کر مسلمانوں سے لڑنے میں اور زیادہ زور لگائے گی (اس لیے آپ اس کو قتل نہ کریں)'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں بڑاء بن مالک اور مجزأۃ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جیسے بہادر صحابہ) کے قاتل کو کیسے زندہ چھوڑ دوں؟''

میں نے کہا: ''آپ اسے قتل نہیں کر سکتے کیوں کہ آپ اس سے ''لَا بَأسَ'' تم مت ڈرو اور بات کرو کہہ چکے ہیں (اور لَا بَأسَ کہنے سے جان کی امان مل جاتی ہے لہٰذا آپ تو اسے امان دے چکے ہیں)۔''



حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''معلوم ہوتا ہے تم نے اس سے کوئی رشوت لی ہے اور اس سے کوئی مفاد حاصل کیا ہے؟''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم! میں نے اس سے نہ رشوت لی ہے اور نہ کوئی مفاد (میں تو ایک حق بات کہہ رہا ہوں)'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم اپنے اس دعویٰ (''لَا بَأْسَ'' کہنے سے کافر کو امان مل جاتی ہے) کی تصدیق کرنے والا کوئی اور گواہ اپنے علاوہ لاؤ ورنہ میں تم سے ہی سزا کی ابتداء کروں گا۔'' چنانچہ میں گیا، مجھے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے، میں ان کو لے کر آیا انہوں نے میری بات کی تصدیق کی، جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لیے بیت المال میں سے وظیفہ مقرر کیا۔ (کنز العمال، الجہاد الامان الثانی ۴/۲۰۸ رقم ۱۱۴۴۳)

خلوت و تنہائی کی 2 حالتیں!



وہ خلوت و تنہائی جس میں اللہ تعالی کے احکامات کو پامال کیا جائے۔

(سنن ابن ماجه :4245 باب ذكر الذنوب، حديث صحيح)



وہ خلوت و تنہائی جس میں اللہ تعالی کی یاد میں آنسو بہہ پڑیں۔

(صحيح البخاري:660 بَاب مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ)

پہلی قسم کی تنہائی کی وجہ سے روزِ محشر پہاڑوں کے بقدر نیکیاں گرد و غبار کی طرح اُڑ کر ضائع ہو جائیں گی، جبکہ دوسری قسم کی تنہائی کی وجہ سے اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہو گا۔

غلامان محمد ﷺ کا مقام



محمد شعیب

جب رسول خدا ﷺ کے آزاد کردہ غلام کا جنگل میں ایک شیر سے ٹکرا ہو گیا تو آپؓ نے کہا "اے ابو حارث، میں حضور نبی اکرم ﷺ کا غلام ہوں" جواب میں شیر نے نبی ﷺ کے غلام کے ساتھ کیا کام کیا؟ جان کر رسول پاک ﷺ کا ہر غلام خوشی سے جھوم اٹھے گا۔

حضور ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کو بھی اپنے آقا ﷺ سے نسبت پر ناز ہوتا ہے۔اور دنیا کی کوئی شر پسند قوت ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ایک شیر کا واقعہ کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔جس نے نبی پاک ﷺ کے آزاد کردہ غلام کے منہ سے رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک سن کر اپنا سر خم کر دیا اور اس غلام کی دوسرے درندوں سے حفاظت فرمائی تھی۔اس معجزہ کا ذکر امام حاکم، طبرانی اور بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔جبکہ ابن راشد اور بیہقی نے بھی یہی واقعہ صحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت سفینہؓ رسول خدا ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، نسلاً رومی تھے۔وہ اس واقعہ کے راوی ہیں، فرماتے ہیں "میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔یہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی۔وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ وہ (شیر) سامنے تھا۔میں نے کہا "اے ابوالحارث (شیر کی کنیت) میں حضور نبی اکرم ﷺ کا غلام ہوں" تو اس نے فوراً



اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا۔ پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرایا۔ سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔''

دوسری حدیث میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے حضرت ابن منکدرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفینہؓ جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے ایک دفعہ روم کے علاقہ میں لشکرِ اسلام سے بچھڑ گئے یا وہ ارضِ روم میں قید کر دیئے گئے۔ وہ وہاں سے بھاگے تاکہ لشکر سے مل سکیں کہ اچانک ایک شیر ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے اس سے کہا ''اے ابو حارث! میں حضور نبی اکرم ﷺ کا غلام ہوں اور میرا معاملہ اس طرح ہے کہ میں لشکر سے بچھڑ گیا ہوں''۔ یہ سننا تھا کہ شیر فوراً دُم ہلاتا ہوا ان کی طرف آیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ جب بھی وہ (کسی درندے کی) آواز سنتا تو وہ شیر فوراً حضرت سفینہؓ کے آگے آ جاتا (جب خطرہ ٹل جاتا تو) پھر وہ واپس آ جاتا اور ان کے پہلو میں چلنا شروع کر دیتا۔

وہ اسی طرح ان کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ لشکر میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد شیر واپس لوٹ آیا۔''





انصاف اس پل پر کرو گے

یا پل صراط پر۔؟

محمد عبید اللہ

شاہ جہاں شاہانِ مغلیہ میں سے تھے، کوئی زیادہ دین دار نہیں تھے، دین داری میں تو عالمگیر معروف ہیں۔ایک مرتبہ رات دو بجے کے قریب ان کی بیوی نے کہا: کہ جس بادشاہ کی سلطنت اتنی وسیع ہو اور وہ ایسے آرام سے سوئے یہ زیب نہیں دیتا۔ یہ سن کر شاہ جہاں نے سنتری کو حکم دیا کہ لشکر کا دستہ لے کر جاؤاور نواب سعد اللہ خان کو ابھی اسی وقت جس حالت میں ہو اٹھالاؤ۔(نواب سعد اللہ خان شاہ جہاں کے وزیر تھے)۔

چنانچہ لشکر کا ایک دستہ لے کر وہ سنتری گیا۔ دیکھا کہ نواب سعد اللہ خان اپنے مکان میں لکڑی لئے چوکی کے اوپر دیا جلا کر بیٹھے ہوئے ہیں، بارش کا زمانہ ہے، پتنگے ان کے جسم پر بھی چمٹ رہے ہیں، چراغ پر بھی چمٹ رہے ہیں، سامنے کاغذات ہیں اور گرمی کی وجہ سے کرتہ اتار کر خالی لنگی پہنے ہوئے ہیں۔ لشکری دستہ پہنچا اور ان سے کہا گیا کہ : بادشاہِ وقت کا حکم ہے کہ آپ جس حالت میں ہوں اس حالت میں ہم آپ کو اٹھا کر لے جائیں، انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، چنانچہ اسی چوکی کو اٹھایا گیا اور وہ اپنا حساب کرتے رہے اور اسی حالت میں وہ قلعہ میں پہنچے۔

بادشاہ کو اطلاع کرائی گئی کہ آپ کے حکم پر عمل ہو چکا ہے، ہم نواب صاحب کو لے کر آگئے ہیں۔ بادشاہ نے اسی حال میں دیکھا اور پوچھا کیا کر رہے تھے ؟ انھوں نے جواب دیا: فلاں علاقہ کی مال گزاری اور محصول آیا تھا اور اس محصول میں تین آنے زیادہ تھے تو میں نے اس

سال اور گذشتہ سال کے کاغذات منگوائے، اور میں بار بار ان کاغذات کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ تین آنے زیادہ کیوں ہیں؟ کیا میرے آدمیوں نے کسی پر ظلم تو نہیں کیا؟ اس لیے میں اس کو تلاش کر رہا تھا۔ دشاہ نے کہا پھر کیا ہوا؟ جواب کیا ملا؟ انھوں نے کہا: جب تک آپ کے آدمی مجھے اٹھانے کے لیے آئے اس وقت تک اس کا جواب نہیں ملا تھا؛ لیکن راستہ میں اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا، یاد آگیا، بات دراصل یہ ہے، فلاں جگہ کے تحصیل دار نے محافظ خانہ - جس میں کاغذات وغیرہ حفاظت کی چیزیں رکھی جاتی ہیں - کا تالا پرانا ہونے کی وجہ سے نیا تالا لینے کی درخواست کی تھی، وہ درخواست منظور ہوئی تھی، نیا تالا لائے اور پرانا تالا تین روپے میں بیچ کر اسی کو مال گزاری میں داخل کیا تھا۔ یہی تین روپے زیادہ ہیں۔

بادشاہ نے بیگم سے کہا کہ جس کا وزیر اتنا دیانت دار اور اتنا فکر مند ہو، اگر بادشاہ رات کو آرام سے سوتا ہے تو کیا حرج کی بات ہے۔

یہ ہیں امانت اور دیانت کے تقاضے ہیں۔ (حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے وعظ کا ایک اقتباس)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ !!!

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اُس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم لوگ لازماً نیکیوں کا حکم دیتے رہو اور ضرور بہ ضرور گناہوں سے روکتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ جل جلالہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمادے۔ پھر تم اللہ سے دُعائیں بھی کروگے تو وہ تمہاری دُعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔"

(سنن ترمذی: 2169، باب ماجاء في الأمر بالمعروف، حديث حسن)

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے آنسو





محمد معاذ

حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے، مجتہد تھے اور ان کا بھی مسلک بہت زمانے تک دنیا میں چلتا رہا تھا، جیسے امام ابو حنیفہ کا، امام شافعی کا، امام مالک کا، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مسلک آج چل رہا ہے۔ اسی طرح امام اوزاعی کا بھی مسلک چلتا تھا، لیکن جب ائمۂ اربعہ کا مسلک بہت آگے بڑھ گیا، لوگوں کے اندر اس کو مقبولیت ہوگئی، تو پھر دوسرے ائمہ کے ماننے والے ختم ہوگئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی بہت بڑے مجتہد و امام تھے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ فجر کے بعد ان کے گھر پر پڑوس کی ایک عورت آئی، امام اوزاعی رحمہ اللہ گھر میں موجود نہیں تھے، چھوٹا سا گھر تھا، ایک طرف مصلیٰ بچھا ہوا تھا، ایک طرف حضرت کی اہلیہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ عورت آکر ان کے بازو بیٹھ گئی اور کچھ باتیں کرنے لگی، اتنے میں اس کی نظر مصلیٰ پر پڑی، تو وہ عورت حضرت کی اہلیہ سے کہنے لگی: اماں جان! یہ دیکھیے! مصلیٰ بھیگا ہوا ہے، اس پر کسی بچے نے پیشاب کر دیا ہوگا۔

حضرت کی اہلیہ نے کہا کہ ہمارے یہاں تو کوئی بچہ ہے نہیں، ہم بوڑھا، بوڑھی دو ہی آدمی یہاں رہتے ہیں، ہمارے یہاں کوئی بچہ نہیں ہے۔ اس عورت نے کہا: اگر بچہ نہیں ہے، تو پھر پانی پڑ گیا ہوگا، یہ دیکھیے! مصلیٰ بھیگا ہوا ہے، تو حضرت کی اہلیہ نے مصلے پر اپنا ہاتھ پھیرا، تو اس کے اوپر نمی تھی، یہ دیکھ کر کہا کہ یہ نہ پیشاب کی نمی ہے، نہ ہی پانی کی نمی ہے، بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے حضرت پوری رات اس مصلیٰ پر روتے رہتے ہیں، وہ تری ان کے آنسوؤں کی وجہ سے ہے، جو تم کو نظر آرہی ہے۔ (واقعات پڑھئے اور عبرت لیجئے)



حضرت جبرائیل علیہ السلام کی رفتار کا واقعہ

انتخاب: محمد عالم زیب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام کبھی تمہیں اسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی اور فورا بھی زمین پر اترنا پڑا ہے۔؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فل الفور بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑا ہے حضور نبی کریم نے فرمایا وہ چار مرتبہ کس موقع پر؟؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ایک تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اگ میں ڈالا گیا تو میں اس وقت عرش الہی کے نیچے تھا مجھے حکم ہوا کہ جبرائیل! خلیل کے اگ میں پہنچنے سے پہلے فورا میرے خلیل کے پاس پہنچو۔۔۔ چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ فورا خلیل کے پاس پہنچا۔۔۔ دوسری بار جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن اطہر پر چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچو اور چھری کو الٹا دوں۔۔۔۔

چنانچہ میں چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا۔۔، تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے زمین پر پہنچوں اور کنویں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پتھر پر بٹھادوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا

چوتھی مرتبہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید کیا تو مجھے حکم الہی ہوا کہ میں فوراز مین پر پہنچوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کا خون زمین پر نہ گرنے دوں اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی میں وہ خون مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لوں یارسول اللہ خدا نے مجھے فرمایا تھا جبرائیل اگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین میں سے کوئی سبزی نہ اگے گی اور نہ کوئی درخت چنانچہ میں بڑی تیزی کے ساتھ زمین پر پہنچا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو اپنے ہاتھ پر لے لیا۔(روح البیان)



رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کھڑے ہوکر پینے والا اگر یہ جان لے کہ اس کے پیٹ کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے، تو وہ اس کو قے کر کے نکال دے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 14420، باب ما جاء في الأكل والشرب قائما، حديث صحيح)

منقبت

حضرت عمر فاروقؓ



نامعلوم

خلد کی راہ کے رہبر کو عمرؓ کہتے ہیں
عدل و انصاف کے پیکر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

اپنے دلدار کو دلبر کو عمرؓ کہتے ہیں
ہم چمکتے ہوئے اختر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

جس کی ہر موج سے انصاف کے موتی نکلے
اُس گہرِ بار سمندر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

جن کے افکار کو قرآن بنایا رب نے
ہم اُسی مردِ قلندر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

آپ تلوار اُٹھائے تو عرب کانپ اُٹھے
کفر کے دل میں چھپے ڈر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

تو نے محبوب کی حرمت پہ زباں کھولی ہے
کاٹ ڈالوں گا ترے سر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

ہم کو ہے موت ترے جام و سبو سے پیاری
دندناتے ہوئے لشکر کو عمرؓ کہتے ہیں۔

جنگ میں کفر و طاغوت کے سر پر ثاقب
تیز چلتے ہوئے خنجر کو عمرؓ کہتے ہیں۔





اسماء الحسنیٰ (قسط دوم)



محترمہ طاہرہ فاطمہ صاحبہ

اَلسَّمِیع

(سب کچھ سننے والا)

جو تمام راز کی باتوں اور سرگوشیوں کو سنتا ہے۔ جو اپنے بندے کے اقوال اور اپنی مخلوقات کی تمام بولیوں کو سنتا ہے، اس سے کوئی بھی بات چھپی نہیں رہ سکتی، وہ مانگنے والوں کی دعائیں بھی سنتا ہے اور قبول فرماتا ہے۔ قرآن مجید یہ نام 45 بار آیا ہے۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (سورۃ الشوری:11)

وہی ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ اسی نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے وہ اسی طرح تمکو پھیلاتا رہتا ہے۔ اس جیسی تو کوئی چیز نہیں۔ اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔





البصیر

(سب کچھ دیکھنے والا)

وہ ہستی جس کی نظروں سے کائنات کی کوئی ادنی ترین اور پوشیدہ ترین چیز بھی چھپی نہیں ہے، وہ ہر چیز سے با خبر ہے۔

قرآن مجید میں یہ نام 42 بار آیا ہے۔

وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَلٰـكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ‌ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ (سورۃ الشوری: 27)

اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کے لئے رزق میں فراخی کر دیتا تو وہ زمین میں فساد کرنے لگتے۔ لیکن وہ جس قدر چاہتا ہے اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا ہے دیکھتا ہے۔



الحکم ❖ خیر الحاکمین

(حاکم، بہترین فیصلہ کرنے والا)

وہ جو اپنے بندوں کے لیے دنیا و آخرت کے شرعی، تقدیری، او جزائی فیصلے عدل و انصاف کے ساتھ کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اسم "الحکم" ایک بار اور "احکم الحاکمین" 5 بار آیا ہے۔

اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ اَبۡتَغِىۡ حَكَمًا (سورۃ الانعام: 114)

کہو کیا میں اللہ کے سوا اور منصف تلاش کروں

وَاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ۖۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ (سورۃ یونس: 109)

اور اے پیغمبر تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کئے جاؤ اور تکلیفوں پر صبر کرو۔ یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔



اللطیف

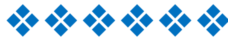
(مہربان، باریک بین)

جس کو باریک ترین اور خفیہ ترین اشیاء کا بھی علم ہے، جو اپنے بندوں تک خفیہ طریقوں سے اپنی رحمتیں پہنچاتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ نام 7 بار آیا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورۃ الانعام: 103)

وہ ایسا ہے کہ نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں جبکہ وہ نگاہوں کا ادراک کر لیتا ہے۔ اور وہ بھید جاننے والا ہے خبردار ہے۔



الخبیر

(باخبر)

اشیاء کے ظاہر و باطن سے یکساں اور کامل واقفیت رکھنے والا۔

قرآن میں یہ نام 45 بار آیا ہے۔

قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (سورۃ التحریم: 3)

فرمایا کہ مجھے اس نے بتایا ہے جو سب کچھ جاننے والا ہے خبردار ہے۔





الحلیم

(بے حد بردبار)

بے حد بردبار۔ اپنے بندوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، اور ان کو توبہ کرنے اور اس کی طرف واپس پلٹنے کی مہلت عطا کرتا ہے، جبکہ وہ عذاب دینے پر پوری طرح قادر ہے۔

قرآن مجید میں اس نام کا ذکر 11 بار ہوا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (سورۃ آل عمران:155)

جو لوگ تم میں سے احد کے دن جبکہ مومنوں اور کافروں کی دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں جنگ سے بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا تھا۔ مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے بردبار ہے۔



العظیم

(عظمت والا)

عظمت، بزرگی او کبریائی کی صفات رکھنے والا، اپنی ذات اور اسماء و صفات میں عظمت والا۔ دل، زبان اور اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی طرح کسی اور کی تعظیم کرنا کسی صورت درست نہیں ہے۔

قرآن مجید میں یہ نام 9 مرتبہ وارد ہوا ہے۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (سورۃ البقرۃ:255)

اور اسے انکی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ ہے جلیل القدر ہے۔





الشاکر، الشکور

(قدردان)

وہ جو معمولی اطاعت کے کام کی بھی قدر کرتا ہے اور ان پر ثواب کثیر عطا فرماتا ہے، معمولی شکر کو بھی قبول فرمالیتا ہے۔

قرآن مجید میں "الشاکر" 2 مرتبہ اور "الشکور" 4 مرتبہ آیا ہے۔

إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ (سورۃ التغابن:17)

اگر تم اللہ کو نیک نیتی سے قرض دو گے تو وہ تمکو اس کا کئی گنا دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور اللہ قدر شناس ہے بردبار ہے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (سورۃ البقرۃ:158)

بیشک کوہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کے درمیان چکر لگائے بلکہ یہ ایک نیک کام ہے اور جو کوئی نیک کام کرے تو اللہ قدردان ہے دانا ہے۔



العلی ، الاعلی ، المتعال

(بزرگ و برتر، بلند صفتوں والا)

وہ جسے اپنی ذات، صفات اور قدر و منزلت کے تمام پہلوؤں سے ہمیشہ اور ہر طرح کی بزرگی و برتری حاصل ہو، وہ غالب اور قاہر ہے۔ اپنی تمام مخلوقات پر اور کائنات کی ہر چیز اس کے تابع اور غلام ہے۔

قرآن مجید میں العلی 8 بار، الاعلی 2 بار اور المتعال ایک بار وارد ہوا ہے۔

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (سورۃ البقرۃ:255)



اور اسے انکی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ ہے جلیل القدر ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (سورۃ الاعلی: 1)

اے پیغمبر ﷺ اپنے پروردگار عالی شان کے نام کی تسبیح کرو۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (سورۃ الرعد: 9)

وہ چھپی اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے۔ سب سے بزرگ ہے عالی رتبہ ہے۔

الکبیر

عظمت، جلال و کبریائی سے متصف، اپنی ذات وصفات اور افعال میں عظیم ترین۔

قرآن مجید میں یہ نام 6 مرتبہ آیا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (سورۃ الرعد: 9)

وہ چھپی اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے۔ سب سے بزرگ ہے عالی رتبہ ہے۔

اللہ سے اچھا گمان رکھنا!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"(اللہ سے) اچھا گمان رکھنا بہترین عبادت ہے۔"

(صحیح ابن حبان: 631، حدیث صحیح)



شہزادی اور دھوبی کا بیٹا

محترمہ رعنا دلبر صاحبہ

مرزا مظہر جانِ جاناں ایک مشہور صوفی تھے۔ مرزا مظہر اکثر ایک جملہ کہا کرتے تھے کہ ”ہم سے تو دھوبی کا بیٹا ھی خوش نصیب نکلا، ہم سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا“۔ پھر غش کھا جاتے۔ ایک دن ان کے مریدوں نے پوچھ لیا کہ حضرت یہ دھوبی کے بیٹے والا کیا ماجرا ہے؟

آپ نے فرمایا ایک دھوبی کے پاس محل سے کپڑے دھلنے آیا کرتے تھے اور وہ میاں بیوی کپڑے دھو کر پریس کر کے واپس محل پہنچا دیا کرتے تھے، ان کا ایک بیٹا بھی تھا جو جوان ہوا تو کپڑے دھونے میں والدین کا ھاتھ بٹانے لگا، کپڑوں میں شہزادی کے کپڑے بھی تھے، جن کو دھوتے دھوتے وہ شہزادی کے نادیدہ عشق میں مبتلا ہو گیا، محبت کے اس جذبے کے جاگ جانے کے بعد اس کے اطوار تبدیل ہو گئے، وہ شہزادی کے کپڑے الگ کرتا انہیں خوب اچھی طرح دھوتا، انہیں استری کرنے کے بعد ایک خاص نرالے انداز میں تہہ کر کے رکھتا، سلسلہ چلتا رہا آخر والدہ نے اس تبدیلی کو نوٹ کیا اور دھوبی کے کان میں کھسر پھسر کی کہ یہ تو لگتا ہے سارے خاندان کو مروائے گا، یہ تو شہزادی کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے، والد نے بیٹے کے کپڑے دھونے پر پابندی لگا دی، ادھر جب تک لڑکا محبت کے زیر اثر محبوب کی کوئی خدمت بجالاتا تھا، محبت کا بخار نکلتا رہتا تھا، مگر جب وہ اس خدمت سے ہٹایا گیا تو لڑکا بیمار پڑ گیا اور چند دن کے بعد فوت ہو گیا۔

ادھر کپڑوں کی دھلائی اور تہہ بندی کا انداز بدلا تو شہزادی نے دھوبن کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کہ میرے کپڑے کون دھوتا ہے ؟ دھوبن نے جواب دیا کہ شہزادی عالیہ میں دھوتی ہوں، شہزادی نے کہا پہلے کون دھوتا تھا؟ دھوبن نے کہا کہ میں دھوتی تھی، شہزادی نے اسے کہا کہ یہ کپڑا تہہ کرو، اب دھوبن سے ویسے تہہ نہیں ہوتا تھا، شہزادی نے اسے ڈانٹا کہ تم جھوٹ بولتی ہو، سچ سچ بتاؤ ورنہ سزا ملے گی، دھوبن کے سامنے کوئی رستہ بھی نہیں تھا دوسرا کچھ دل بھی غم سے بھرا ہوا تھا، وہ زار و قطار رونے لگ گئی، اور سارا ماجرا شہزادی سے کہہ سنایا، شہزادی یہ سب کچھ سن کر سناٹے میں آ گئی۔

پھر اس نے سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور شاہی بگھی میں سوار ہو کر پھولوں کا ٹوکرا بھر کر لائی اور مقتول محبت کی قبر پر سارے پھول چڑھا دیے، زندگی بھر اس کا یہ معمول رہا کہ وہ اس دھوبی کے بچے کی برسی پر اس کی قبر پر پھول چڑھانے ضرور آتی۔

یہ بات سنانے کے بعد مرزا مظہر کہتے، اگر ایک انسان سے بن دیکھے محبت ہو سکتی ہے تو بھلا اللہ سے بن دیکھے محبت کیوں نہیں ہو سکتی ؟ ایک انسان سے محبت اگر انسان کے مزاج میں تبدیلی لا سکتی ہے اور وہ اپنی پوری صلاحیت اور محبت اس کے کپڑے دھونے میں بروئے کار لا سکتا ہے تو کیا ہم لوگ اللہ سے اپنی محبت کو اس کی نماز پڑھنے میں اسی طرح دل و جان سے نہیں استعمال کر سکتے ؟ مگر ہم بوجھ اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر شہزادی محبت سے تہہ شدہ کپڑوں کے انداز کو پہچان سکتی ہے تو کیا رب کریم بھی محبت سے پڑھی گئی نماز اور پیچھا چھڑانے والی نماز کو سمجھنے سے عاجز ہے ؟

پھر فرماتے وہ دھوبی بچہ اس وجہ سے کامیاب ہے کہ اس کی محبت کو قبول کر لیا گیا جب کہ ہمارے انجام کا کوئی پتہ نہیں قبول ہو گی یا منہ پر مار دی جائے گی، اللہ جس طرح ایمان اور نماز روزے کا مطالبہ کرتا ہے اسی طرح محبت کا تقاضا بھی کرتا ہے، یہ کوئی مستحب نہیں فرض ہے ! مگر ہم غافل ہیں۔

پھر فرماتے اللہ کی قسم اگر یہ نمازیں نہ ہوتیں تو اللہ سے محبت کرنے والوں کے دل اسی طرح پھٹ جاتے جس طرح دھوبی کے بچے کا دل پھٹ گیا تھا، یہ ساری ساری رات کی نماز ایسے ہی نہیں پڑھی جاتی کوئی جذبہ کھڑا رکھتا ہے، فرماتے یہ نسخہ اللہ پاک نے اپنے نبی کے دل کی حالت دیکھ کر بتایا تھا کہ آپ نماز پڑھا کیجئے اور رات بھر ہماری باتیں دہراتے رہا کیجئے آرام ملتا رہے گا، اسی وجہ سے نماز کے وقت آپ فرماتے تھے ''ارحنا بھا یا بلال۔ اے بلال ہمارے سینے میں ٹھنڈ ڈال دے اذان دے کر''۔

اللہ پر توکل کرو۔



محترمہ مریم صاحبہ

ایک آدمی دو بہت اونچی عمارتوں کے درمیان تنی ہوئی رسی پر چل رہا تھا۔وہ بہت آرام سے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک ڈنڈا پکڑے ہوئے سنبھل رہا تھا۔اس کے کاندھے پر اس کا بیٹا بیٹھا تھا, زمین پر کھڑے تمام لوگ دم سادھے کھڑے یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے۔جب وہ آرام سے دوسری عمارت تک پہنچ گیا تو لوگوں نے تالیوں کی بھرمار کر دی اور اسکی خوب تعریف کی۔اس نے لوگوں کو مسکرا کر دیکھا اور کہا: کیا آپ لوگوں کو یقین ہے میں واپس اسی رسّی پر چلتا ہوا دوسری طرف پہنچ جاؤں گا؟ لوگ چلا کر بولے، ہاں ہاں تم کر سکتے ہو۔اس نے پھر پوچھا، "کیا آپ سب کو بھروسہ ہے؟"لوگوں نے کہا ہاں ہم تم پر شرط لگا سکتے ہیں۔

اس نے کہا، "ٹھیک ہے، کیا آپ میں سے کوئی میرے بیٹے کی جگہ میرے کاندھے پر بیٹھے گا؟ میں اسے بحفاظت دوسری طرف لے جاؤں گا" اسکی بات سن کر سب کو سکتہ سا ہو گیا۔سب خاموش ہو گئے۔یقین الگ چیز ہے، اور بھروسہ الگ چیز۔۔

بھروسہ کرنے کے لیے آپ کو مکمل فنا ہونا پڑتا ہے۔اور آج ہم سب میں اسی بھروسے کی کمی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ پر یقین تو رکھتے ہیں لیکن بھروسہ نہیں کر پاتے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰہ

